عمران سیریز

رنڈا



عمران سیریز

ان کرداروں کے مولف جناب ابن صفی

مرحوم ہے۔

اللہ تعالٰی انکے درجات بلند فرمائے اور انکو

اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین

نورین خان

عمران سیریز

مکمل ناول رنڈا

نورین خان

جاسوسی ناول۔۔۔رنڈا

یہ لمبی لمبی عمارتیں اور بلند ترین بلڈنگز انسان کی ہاتھ کی بنے ہوئے مکانات۔

یہ اونچے اونچے بالا خانے اور یہ جھروکے جو ماہر تاریخی شہکار لگ رہے ہیں۔

ریڈ لائٹ ایریہ! کوان بلند ترین بالا خانوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔

دن کے وقت تو یہاں زیادہ رش نہیں ہوتا مگر شام کے بعد یہاں کی رونقیں دیکھنے کے لائق ہوتی ہے۔

ریڈ لائٹ ایریا میں ایک مدھم روشنی والا، بوسیدہ کمرہ۔ایک ہی بلب ریکٹی ٹیبل کے اوپر ٹمٹماتا ہے۔

ہوا میں سستے پرفیوم اور باسی سگریٹ کی بو آرہی ہے۔

زرینہ نامی! ایک عورت جس کے چہرے پر سدا کی افسردگی اور غربت اور کافی تیز نظریں ہیں،

ادھر ادھر اپنے شکار کو ڈھونڈ رہی تھی۔اور کونے میں گاہکوں کے انتظار میں بیٹھی ہیں۔

لاہور کے جنوب میں ٹیکسالی دروازے کے اندر شاہی قلعے سے پیوستہ چند گلیوں پر مشتمل ہیرا منڈی کی تاریخ کئی سو سال پرانی ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ مختلف ادوار میں یہاں کی روایتیں اور ماحول بھی بدلتا رہا ہے۔

کہتے ہیں کہ کئی نواب اور صاحب حیثیت لوگ! اپنے بچوں کو تہذیب سکھانے کے لئے انہیں طوائفوں کے پاس بھیجتے تھے۔

شاہی محلے کی ابتدا تو مغلوں کے دور میں ہوئی اور پھر سکھ حکمران آئے جس کے بعد برطانوی راج قائم ہوا اور پھر قیامِ پاکستان کے بعد کا زمانہ، ہر دور میں اس بازار کے رنگ ڈھنگ بدلتے رہے۔

وقت کیساتھ ساتھ شاہی محلے کے رونقیں اور ماحول بھی وقت کیساتھ بدلتے رہے۔

جب 1580 میں جب لاہور کا قلعہ تعمیر ہوا تو ساتھ جڑے اس علاقے میں پہلے تو خدمت گاروں کی رہائشگاہیں بنیں۔

اور یہاں کئی خدمت گاروں کے گھر بنے۔پھر آہستہ آہستہ دربار سے منسلک طوائفیں اس جگہ آباد ہونے لگیں۔

اور یہاں اپنا کاروبار جمانے لگی اور یہ 'شاہی محلہ' کہلانے لگا۔

سکھ دور میں اسے 'ہیرا منڈی' کا نام ملا، انگریز راج میں یہ 'ریڈ لائٹ ایریا' کہلایا اور پھر بٹوارے کے بعد اسے 'بازار حسن' کے نام سے شناخت ملی۔

ہر دور میں اس علاقے کو منفرد نام ملا۔

آج کل کے لوگ اسے بازار حسن کہتے ہیں۔

اور کئی لوگ تو اب بھی اسے شاہی محلے کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

قلعے کے ساتھ خصوری باغ ! سے ایک دروازہ شاہی محلے کی طرف کھلتا ہے۔
ملازم ہو یا طوائفیں اسی دروازے سے دربار تک آمدورفت رکھتے تھے۔
یہ 'روشنائی گیٹ' کہلاتا ہے۔
روشنائی گیٹ سے سجی سنوری حسین دوشیزائیں نکلا کرتی۔
تو اسکے گھنگروں کی چن چن چن لوگوں کو دیوانہ کر دیتے۔
جوں ہی اس دروازے کو پار کر کے باہر آئیں تو یہاں جو گلی ہے۔ یہاں نت نئے کھانے بن رہے ہوتے ہیں۔
اب یہ لاہور کی معروف فوڈ سٹریٹ بن چکی ہے۔ پہلے اس جگہ پر طوائفوں کے مکان تھے۔
جو وقت کیساتھ کیساتھ ختم ہوتے گئے۔
کیونکہ شاہی محلے کی کئی حسین طوائفیں اب شہر کے پوش علاقوں اور ڈیفنس شفٹ ہوگئی ہیں۔
دربار سے وابستہ طوائفیں پیشہ ور فنکار ہوا کرتی تھیں۔ جنھیں اٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے، زباں و بیان،
شعروشاعری، موسیقی اور رقص کی باقاعدہ تربیت ہوا کرتی تھی۔ اور یہ صرف دربار میں مجرے کیا کرتی تھیں۔
بڑے سلیقے والی اور ادب و آداب والی طوائفیں ہوا کرتی تھی۔
طوائفوں کی رہائش گاہوں والی گلی تمدن کا گہوارہ تھی جہاں بادشاہوں، نوابوں اور امرا کے بچوں کو
آداب اور تمیز و تہذیب سیکھنے کے لیے بھیجا جاتا تھا۔
لیکن 1990 میں بازار بند ہوجانے کے بعد یہ بازار اجڑ گیا۔
یہاں کی وہ پہلے والی رونقیں ماند پڑ گئی۔
یہاں رہنے والی طوائفیں لاہور کے مختلف علاقوں میں پھیل گئیں۔
اور اب اسے حکومت نے فوڈ سٹریٹ میں تبدیل کر دیا ہے۔
اب یہاں صرف کھانے پینے کی دوکانیں ہیں زیادہ تر۔
اچانک دروازہ کھلتا ہے، اور شرابی آدمی ٹھوکر کھاتا ہے، آدھا ہنستا ہے، آدھا ٹھوکر کھاتا ہے۔ شراب کے نشے میں دھت ہوتا ہے۔
وہ اپنی سانسوں کو آگے نیچے کر کے کچھ بڑبڑاتا ہے۔
اور گلابو بائی ! کو نقدی کا ایک ڈبہ دے دیتا ہے۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھتا۔
گلابو بائی: (خود سے مسکراتے ہوئے، پیسے جیب میں ڈالتے ہوئے)
ایک اور گاہک ہے کیا......مناسب بات چیت کے لیے کافی دیر تک کوئی نہیں ٹھہرتا۔

کچھ صرف یہاں آنے کا سنسنی چاہتے ہیں اور شوق رکھتے ہیں......لیکن حقیقی وقت کوئی نہیں دیتا۔

بس مطلب نکلتے ہی چلتے بنے۔

وہ خود کو کرسی پر ایڈجسٹ کرتی ہے، پھر قدموں کی آواز سنائی دیتی ہے۔

اندر داخل ہوتے ہی دروازے کی طرف دیکھتی ہے۔

دروازہ دوبارہ کھلتا ہے،اور پیلے رنگ کی قمیض اور تنگ پینٹ میں ایک نوجوان اندر داخل ہوتا ہے،

اس کی آنکھیں تیز اور چمکدار ہوتی ہیں،اور اس کے بارے میں ایک ہی تاثر پایا جاتا ہے۔

کہ بہت فضول خرچ ہے،اور احمقانہ حرکتیں کرتا رہتا ہے۔

اس کے کپڑے اس جگہ کے لیے بالکل بھی مناسب نہیں لگ رہے تھے، جیسے وہ باہر عام طور پر پہنتا رہتا ہے۔

میز کے قریب چند آدمی جمع ہیں،اور نوجوان کے اندر داخل ہوتے ہی ایک تناؤ کا لمحہ پیدا ہوتا ہے۔

اس طرح بے وقت آنے پر ان میں سے ایک بدمعاش کو بلاوجہ غصہ آ گیا۔

اور اٹھا اور اس جوان پر حملہ کر دیا اور فیکو نے اسکا خوب مقابلہ کیا،اور لڑائی شروع ہوگئی۔

جب بدمعاش تھک گیا تو ایک موٹی گالی دے کر کہنے لگا۔

ارے فیکے! تو پھر آ گیا؟

مگر وقت تو دیکھا کر کم بخت! اس وقت کھوٹھا بند ہے۔

ہاں تو میں کونسا مجرا دیکھنے آیا ہوں؟

میں تو مشتری بائی! سے ملنے آیا ہوں۔

اسکی یاد آ گئی۔۔۔تو آ گئی۔

اب یاد تو کسی وقت بھی آ سکتی ہے نہ۔

مشتری بائی! یہ سن کر بہت خوش ہوئی۔

ارے لال دین! آنے دے چکنے کو۔

اپنا پکا گاہک ہے۔خوب روپے اڑاتا ہے۔مت روک۔

مشتری بائی: (سکون سے دیکھتے ہوئے)

یہ ہم کیا دیکھ رہے ہے آج؟

کیوں چکنے میاں! اتنی سویرے سویرے خیریت؟

ہاں مشتری بائی! بس آپکی یاد آ گئی۔

تو آ گیا۔

یہ دیکھو۔۔۔کیا لایا ہوں آپکے لئے۔۔

ارے ارے۔۔۔میرے لئے۔۔کالو! ذرا مجھے تو دو۔

اخبار میں لپٹے ہوئے تازہ تازہ پھولوں کے گجرے تھے۔

جسے دیکھ کر مشتری بائی خوشی سے نہال ہوگئی۔

سچی بات ہے بھئی۔گاہک تو بہت سارے آتے ہیں۔

مگر چکنے میاں! کی بات ہی الگ ہے۔

ارے شبو! جلدی آ۔۔۔

اس شہزادے کے لئے جا گرم گرم چائے لے آ۔۔

جی اچھا اور شبو ناز و ادا سے چلی گئی۔

میں کہتا ہوں دروازہ کھولو۔۔

میں آخری بار کہتا ہوں دروازہ کھولو۔۔

دروازے کو لات مارتے ہوئے۔

شبو دوڑتے دوڑتے آئی۔۔میڈیم وہ را کی بدمعاش پھر سے چمکیلی بائی کو تنگ کر رہا ہے۔

چلو ذرا دیکھتے ہیں شبو میری نازک کلی۔۔۔

ساتھ والے کھوٹھے میں کیا طوفان برپا ہے۔

ارے مت جاو چکنے میاں!

وہ را کی بڑا بدمعاش اور شرابی ہے۔

یہ کلموہا! چمکیلی کا پرانا گاہک ہے۔

مشتری بائی! فکرمندی سے بولنے لگی۔

کچھ نہیں ہوتا مشتری بائی!

میں ذرا دیکھ کے آتا ہوں۔

میں کہتا ہوں دروازہ کھولو۔

سالی رنڈی کہی کی۔

پیسے بھی دیتا ہوں۔ پھر بھی اتنے نخرے دیکھاتی ہو؟

راکی! شراب کے نشے میں دھت دروازے کو بری طرح پیٹ رہا تھا۔

وہی جارہانہ انداز اور چھاتی تنی ہوئی۔

گردن اکڑی ہوئی غرور سے۔

دانتوں تلے پان چھالیہ کی اچھل کود جاری تھی۔

انگلیوں میں دھواں دیتی سگریٹ اور دوسرے ہاتھ میں چھوٹی شراب کی بوتل پکڑے۔

اسکے چہرے پر کوئی خوف نہ تھا۔

راکی بدمعاش! جو کہ چمکیلی بائی کا پرانا گاہک تھا۔

اس کو دیکھ کر اچھے اچھوں کے حلق سوک جاتے۔ ہر کوئی اس سے ڈرتا تھا۔

کیا ہوا راکی بھائی؟

کیوں اس قدر مشتعل ہو؟ فیکے نے پوچھا۔

تم کون ہوتے ہو؟ مجھ سے پوچھنے والے؟

سالے مچھر کہی کے۔

ویسے راکی بھائی! میں تمھارے سامنے مچھر ہی ہو۔

مگر میں بلاوجہ کی بھن بھن بھن تو نہیں کرتا نہ۔

جب چمکیلی بائی دروازہ نہیں کھول رہی۔

تو بیمار ہوگی۔ کوئی مسلہ ہوگا نہ۔

میں کہتا ہوں دروازہ کھولو

سالی رنڈی، حرامزادی، کتیا۔۔

اب آپ زیادتی کر رہے فیکے نے کہا۔۔

اور اسکے ساتھ ہی راکی! نے ایک زور کا مکہ فیکے کو مارا۔

مکہ اس قدر شدید تھا۔

کہ فیکے کو دن میں تارے نظر آ گئے۔

مگر نوجوان مہارت کے ساتھ چند ضربوں کو چکما دیتا ہے۔
اور راکی کے وار خطا جاتے ہیں۔
فیکا بدلے میں اور ایک ٹھوس گھونسہ لگاتا ہے، جس سے ٹھوکر کھاتے ہوئے راکی واپس چلا جاتا ہے۔
وہ دوسروں کی طرف اس طرح مڑتا ہے جیسے اگلی چال کے لئے تیار ہو۔
مگر فیکا دوبارہ نہیں لڑتا۔
لڑائی شروع ہوتے ہی ختم ہو جاتی ہے،
راکی! اپنے زخموں پر مرہم رکھتے ہوئے پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔
نوجوان فیکا وہیں کھڑا ہے، سینہ پھولتا ہوا،
کمرے میں چاروں طرف دیکھ رہا ہے۔ اس کی نظریں آخر گلابو بائی! سے ملتی ہیں۔
گلابو بائی: (سکون سے، تقریباً خوش ہوتے ہوئے)
بچے، تم نے وہاں بہت اچھا مکا لگایا۔ لیکن یہ میری دنیا ہے، سنسان لاوارث سڑکیں نہیں۔
یہاں طاقت کے علاوہ کچھ اور بھی چاہیے۔
(وہ میز کی طرف اشارہ کرتی ہے۔)
نوجوان، واضح طور پر اپنے بازو کو درد سے سہلاتے ہوئے۔
لیکن خوفزدہ نہیں ہوتا، میز پر بیٹھ گیا۔
نوجوان: (بڑبڑا کر) یہاں لڑنے نہیں آیا گلابو بائی۔
بس...... کچھ بھاپ اڑا دینے کی ضرورت تھی۔
گلابو بائی: (اندر جھکتے ہوئے، آنکھیں تیز)
اور آپ کو لگتا ہے کہ آپکے یہاں آنے سے چمکیلی بائی کو مدد ملے گی؟
آپ اس قسم کی جگہوں سے تعلق رکھنے والے نہیں لگتے۔
(وہ شرمیلی کی طرف ہاتھ لہراتی ہے۔)
اس کے لیے کوکا کولا لے آؤ۔ جلدی کرو۔
شرمیلی بائی: (تابعداری سے) ابھی لائی میڈم۔
گلابو بائی! اپنی کرسی پر ٹیک لگا کر اسے حساب بھری نظروں سے دیکھ رہی ہے۔

نوجوان فیکا! غور سے کمرے میں چاروں طرف دیکھتا ہے،

جیسے اسے یقین نہ ہو کہ آگے کیا کرنا ہے۔

وہ تو مشتری بائی! کے کھوٹھے پے آیا تھا۔

گلابو بائی: (آہستگی سے)

آپ یہاں سے تعلق نہیں رکھتے، کیا آپ؟ آپ ایسے آدمی لگتے ہیں جیسے جس نے کچھ کھو دیا ہو۔

شاید غلط جگہوں پر جواب تلاش کر رہے ہوں۔

(وہ اپنے سگریٹ سے ایک کش لیتی ہے۔)

نوجوان: (کندھے اچکا کر)

میں بس بھولنے کی کوشش کر رہا ہوں، ٹھیک ہے؟

دراصل میں اپنی پرانی محبت بھولنا چاہتا ہوں۔

اس لئے یہاں آتا ہوں۔ بس اتنا ہی ہے۔ چیزیں...... زندگی حال ہی میں آسان نہیں رہی ہیں۔

گلابو بائی: (جانتے ہوئے سر ہلاتے ہوئے)

میں سمجھتی ہوں۔ ہم سب کو کچھ نہ کچھ ملتا ہے زندگی میں۔

کبھی دکھ کبھی سکھ، لیکن میں نے بہت سے لوگوں کو آتے جاتے دیکھا ہے، خلفشار سے دل کو بھرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

کیا کام کرتے ہو ویسے، تم جانتے ہو؟ یہ گلابو کا اڈا ہے گلابو کا۔

شرمیلی بائی! کوکا کولا کے ساتھ واپس لوٹتی ہے، اسے نوجوان کے سامنے رکھتی ہے۔

گلابو بائی: پیو۔ بچے پیو آج آپکا پہلا دن ہے میرے غریب خانے ہے۔ لیکن باقی بچے؟ تمہیں کمانا پڑے گا۔

ہماری جیب گرم کرنا پڑے گی۔

نوجوان ایک لمحے کے لیے اسے گھورتا رہا، اور غور سے گلابو بائی کی باتیں سنتا رہا۔

اس سے پہلے کہ آہستہ آہستہ کوکا کولا پینے تک پہنچ جائے۔

نوجوان: (تھوڑا سا مسکرایا)

تم دوسروں کی طرح بات نہیں کرتی۔ صاف صاف اور واضح باتیں کرتی ہو۔ گلابو بائی!

گلابو: (مسکراہٹ کے ساتھ)

نہیں، بچے! اب ایسی بات بھی نہیں۔ میں آس پاس رہی ہوں۔

بہت سارے چہرے دیکھے، بہت ساری کہانیاں سنی ہیں۔ان میں سے کچھ آپ کے خیال سے زیادہ حقیقی ہیں۔

میں زندگی کے نشیب وفراز سے اچھی طرح واقف ہوں۔سب سمجھتی ہوں۔

ویسے تیرے جیسا حسین،خوبروجوان ان گلیوں میں؟ ضرور کوئی چکر ہے بچے؟

چکروکر، کچھ نہیں گلابو بائی۔۔

بس گھومنے پھرنے کی عادت ہے مجھے۔

نوجوان اپنا مشروب پیتا ہے اور ایک لمحے کے لیے ان دونوں کے درمیان خاموشی چھا جاتی ہے۔

گلابو اس کی طرف ہمدردی اور حکمت بھری محبت سے دیکھتی ہے۔

اسی دوران مشتری بائی! آتی ہے۔

وہ غصے میں لال پیلی اور کافی مشتعل ہوتی ہے۔

ارے کیوں موٹی سانڈ میرے گاہک کو پھنسالیا؟

مشتری بائی آستینیں اونچے کرتے ہوئے۔

موٹی سانڈ ہوگی تو خود۔۔

پرانے زمانے کی فرسودہ گدھی کہی کی۔

میں نے اسے نہیں پھنسایا بلکہ یہ تو خود آیا ہے۔

آہاہاہا آخود آیا ہے؟
بڑی معصوم بنتی ہو کلچھنی کہی کی۔

یہ فیکے کو کوکا کولا کیوں پلا رہی ہو؟

کیا یہ تیری شرمیلی کا خصم ہے؟

میری شبو نے دودھ پتی چائے بنائی ہے فیکے کے لئے۔

چکو فیکے یہ فرسودہ نظام کے لوگ ہے۔

یہ جگہ تمھارے لائق نہیں یہاں ساری بوڑھی طوائفیں ہیں۔

ان کو نہ ناچ آتا ہے نہ گانا۔

چلو چلو تمھاری پسندیدہ بھولی بائی تیار ہو رہی ہے۔

ہاں ہاں لے جاو مشتری کمینی کہی کی۔

بے غیرت کہی کی بڈھی گوڑی لال لگام۔

گلابو بائی غصے سے بولی۔

مشتری بائی فیکے کو اپنے کھوٹھے پے واپس لے جاتی ہے۔

چلو فیکے! چائے پیو۔۔۔ چائے۔۔۔ بھلا کوکا کولا بھی کوئی پینے کی چیز ہے؟

میرا دل تو آپکے پاس ہوتا ہے مشتری بائی! فیکہ دل سے بولا۔

مشتری بائی! شاہی محلے کی نامور اور مشہور نائیکہ تھی۔

اس کی عمر پچاس کے قریب تھی۔ اور سامنے کے بالوں کی لٹھیں سنہری اور رنگی ہوئی تھی جو چہرے پر بہت ہی بھلی محسوس ہو رہی تھی۔

مشتری بائی! کی باتوں میں کافی اعتماد، چہرے پر سکون اور طبیعت میں بے نیازی تھی۔

ظاہر سی بات ہے کہ اسکے کھوٹھے پر ایک سے ایک اعلی رقاصہ موجود تھی۔

مشتری بائی! کا لباس زرق برق اور فینسی اور سونے کے زیوارت اسکی شخصیت کو مزید چار چاند لگاتے تھے۔

شاہی محلے کے دوسری نائیکاوں کیطرح اسکا رویہ لڑکیوں کیساتھ بہت سخت نا تھا۔

بلکہ وہ تمام طوائفوں کے لئے ایک سایہ دار درخت کیطرح تھی۔

فیکہ مزے سے چائے بھی پی رہا تھا اور ساتھ سموسے بھی کھا رہا تھا۔

فیکے! ایک بات تو بتا تو روز یہاں آتا ہے۔

بھولی بائی کیساتھ وقت گزارتا ہے۔ مگر تیرا دل ہی نہیں بھرتا؟ آخر ایسا کیا ہے بھولی میں؟

بات یہ ہے مشتری بائی! کہ میں نے سن رکھا تھا کہ ہیرہ منڈی کی طوائفیں بہت ہی بدکردار اور ذلیل ہوتی ہیں۔

اپنے ناز و انداز سے نوجوانوں کو اپنے دام میں پھانسا لیا کرتی ہیں۔

دنیا کا کوئی شریف آدمی طوائفوں سے بات کرنا گوارا نہیں کرتا۔ سب لوگ اس محلے کے نام سے بھی نفرت کرتے ہے۔

تو میں نے سوچا کہ میں بھی ایک چکر لگا لوں۔

ویسے بھی مجھے خبر ملی تھی کہ شاہی محلے میں بہت ہی حسین دوشیزائیں آئی ہیں۔

کیا ہوا شبو! کیوں آئی ہو؟

اصل میں بھولی بائی نت و نئے سنگار کر کے بالوں میں چنبیلی کے پھولوں کے گجرے پہن کے باہر کے جھروکے میں بیٹھی ہے۔

ارے پگلی! بھولی سے کہو یہاں آ تمھارا گاہک فیکہ کب سے آیا ہے۔

یہاں آ کر کوئی پھڑکتی ہوئی اور جزباتی غزل گاو اور رقص کرو۔

دیکھا فیکے۔۔کیسا وہ تیرا روز انتظار کرتی ہے۔

بڑی ہی سعادت مند بچی ہے۔

جی جی صحیح فرمایا آپ نے۔۔

مگر میں تو آپکا بھی قدر دان ہوں۔

مشتری بائی یہ سن کر شرمانی لگی۔

آداب عرض! بجالاتے ہیں۔۔فیکے۔۔۔

بھولی نے نہایت ادب سے سلام کیا۔

چلو میرے ساتھ کمرے میں۔

فیکا ربورٹ کیطرح اسکے پیچھے چلنے لگا۔

بھولی نے اپناڈوپٹہ پلنگ پے رکھ دیا اور بے نیازی سے سنگار میز کے سامنے بیٹھ گئ۔

کیوں فیکے آج تم گلابو بائی کے پاس کیوں گئے؟

ناراضگی میں شکوہ کرنے لگی۔

ارے خفا کیوں ہوتی ہو بھولی میری جان۔

میں تو تمھارا پرانا گاہک ہو۔

وہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔۔۔

اِس نئے لہجے سے دل ڈوبنے لگتا ہے مرا
تم پکارو مجھے آواز پرانی دے کر!

بس اب مجھے بنایئے مت بھولی! نازوادا سے بولی۔

اپ بتایئے آپ روز آتے ہے۔

اور صرف مجھے دیکھتے رہتے ہیں اور پھر واپس چلے جاتے ہیں؟

بھولی! کی آنکھوں میں حیرانی تھی۔

کیا کروں بھولی! تم اتنی خوبصورت ہو کہ تمھیں دیکھ کر ہی میرا دل بھر جاتا ہے۔

اور جب واپس گھر جاتا ہوں تو میرا دل واپس خالی ہو جاتا ہے۔

اس لئے پھر یہاں آجاتا ہو۔

گھنگرو کیوں پہن رہی ہو؟

آپکے سامنے مجرا جو کرنا ہے۔ پورے پیسے لئے ہیں۔

ارت پگلی بیٹھو رقص مت کرو۔

اور فیکہ اٹھ کر خود ناچنے لگتا ہے۔

اور ناچ ناچ کر تھک جاتا ہے۔

ادھر بھولی بائی ہنس ہنس کر نڈھال ہو جاتی ہے۔

ارے بس کرو فیکے بس کرو۔

میرے پیٹ میں تو درد ہو رہا ہے۔

تو کس نے کہا تمھیں ہسنے کو؟

کیا میں تمھیں احمق لگتا ہوں؟

احمق نہیں۔۔۔آپ بہت وہ ہے۔۔

وہ کیا۔۔۔

آپ بہت مزاحیہ ہے سچی۔۔۔

اچھا آپ آج کس راستے سے آئے؟

کہی راکی سے آمنا سامنا نہ ہو جائے۔

وہ محلے کا نامی گرامی بدمعاش ہے۔

فکر کیوں کرتی ہو فیکے کی جان۔؟

میں آج سازندوں والی گلی کی جانب سے آیا ہوں۔

اچھا اچھا۔۔فیکے یہ گلی سازندوں والی کے نام سے مشہور ہے۔

کہتے ہے کہ شاہی وقار کے خاتمے اور کسمپرسی کے باوجود قیامِ پاکستان کے بعد بھی یہ علاقہ پرفارمنگ آرٹس کا بڑا مرکز رہا۔

یہاں کی ایک گلی موسیقی کے آلات جیسے کہ باجے، ڈھولک اور ہارمونیم بنانے کے لیے مشہور ہے۔

اس گلی کو'سازندوں والی گلی' کہا جاتا ہے۔

ابھی بھی سازندوں کی کئی دکانیں یہاں موجود ہیں لیکن یہاں یہ ساز استعمال کرنے والے ناپید ہو چکے ہیں۔
ہاں تم ٹھیک کہتی ہو بھولی! وہاں طبلے والے چچا بھی بیٹھے ہوئے تھے۔
میری اس سے اچھی دعا سلام ہے۔
وہ کہتے ہیں طوائفوں کے ساتھ یہاں ان کے سازندوں کی رہائش بھی تھی اور ان کے استادوں کی بھی۔
استاد انھیں اٹھنا بیٹھنا، موسیقی اور رقص ان سب چیزوں کی تربیت دیا کرتے تھے۔
مجروں کے لیے سازوں اور سازندوں دونوں کی ضرورت ہوتی تھی۔
اسی لیے دھیرے دھیرے اس نے بازار کی شکل اختیار کر لی۔
سازندوں والی گلی میں بننے والے ساز انڈیا کے مختلف علاقوں میں جاتے تھے۔
اب نہ یہاں طوائفیں ہیں نہ سازندے اور نہ ہی استاد، بس کچھ دکاندار ہیں جو سارا سارا دن گاہکوں کی راہ تکتے ہیں۔
طبلے والے چچا کہہ رہے تھے کہ پرانی پیشہ ور خاندانی طوائفیں اب ڈیفنس شفٹ ہو چکی ہے۔
جن میں کافی فلم سٹار اور مشہور رقاصائیں ہیں۔
اب تو یہاں غریب ہی آباد ہیں۔
اچھا بھولی ایک بات تو بتاو۔
کیا یہاں اور بھی کوئی حسین پری آئی ہے۔
مجھ سے اچھا کون ہوگا بھلا۔
ہاں مگر ایک کلموہی سفید چمڑے کی میم آئی ہے۔
گلابو بائی کے کھوٹھے پے۔
مگر وہ۔۔۔۔
مگر کیا۔۔۔ بتاو بھولی۔
مگر یہ کہ وہ گوری لڑکی صرف ایک ہی بزنس مین سے ملتی ہے۔
اور زیادہ تر وہ اسکے خالی فلیٹ پر جاتی ہے۔
یہ رنڈی گوری میم جو ہے یہ اور گاہکوں سے نہیں ملتی۔
مجھے تو ذرا نہیں پسند آئی تیلی سی ہے۔

چھوٹی چھوٹی خبیث آنکھیں ہیں نیلی نیلی اور نخرے تو دیکھو؟ ذرا۔

صرف ایک سیٹھ سے ملتی ہے۔

کون ہے وہ سیٹھ بھولی ڈارلنگ؟

سنا ہے اٹامک انرجی کے ادارے میں کوئی اپسر ہے۔

مگر بڑا ہی شوقین ہے۔

میں بھی اسکے ساتھ کئی بار بیٹھی ہوں۔

اچھا وہ روان بخش صاحب ہے۔

ارے فیکے اپکو اسکا نام کیسے پتہ؟

بس ہم اپنے رقیبوں کے نام یاد رکھتے ہیں۔

اچھا بھولی میری جان اب میں چلتا ہوں۔

کل پھر آوں گا۔

سیلمان جلدی چائے لاو۔

ورنہ میں چلا جاوں گا۔

ابھی لایا صاحب۔۔

سیلمان چائے کی ٹرے سجائے سامنے میز پر رکھتا ہے۔

ارے واہ! سیلمان! سموسے اور گرم گرم شامی کباب بھی موجود ہیں۔

فیاض صاحب یہ آپکے لئے بنائے ہے آج۔

ورنہ جتنا خرچہ عمران صاحب! مجھے دیتے ہیں اس میں صرف ایک کپ چائے ہی بن سکتی ہے۔

اچھا سو پر فیاض! اب بتاو آج کیوں آئے ہو

کیوں آیا ہوں؟

ارے بابا تم سے ملنے آیا ہوں۔۔اور کیا۔۔

میں نہیں سمجھتا کہ تم صرف مجھ سے ملنے آئے ہو؟ کیا میں تمھیں نہیں جانتا فیاض؟

دیکھو عمران! یہ تم اچھا نہیں کر رہے۔

کیا اچھا نہیں کر رہا؟ بتاو

یہی کے کل مجھے چوکیدار چچا بتا رہے تھے۔

کہ عمران صبح کے وقت گھر سے نکلتے ہیں۔

اور رات کو دو اور تین بجے واپس آتے ہیں۔

یہ تم کہا آوارہ گردیاں کرتے پھرتے ہو؟

دیکھو سوپر فیاض! دوست بنو دوست۔۔

یہ روایتی بیویوں والے سوالات تو مت کرو نہ۔

تم میری بات کبھی نہیں سمجھو گے!

فیاض۔۔۔۔۔ڈیر۔۔۔۔میں حسن پرست ہوں۔۔۔!

یہ تو اچھی بات ہے نہ۔۔

آہا۔۔۔اب آیا مزا۔۔۔تب تو اپنے مزے ہے!

فیاض! ایک بات تو بتاو؟

یہ پاکشیا کے اٹامک انرجی ڈیپارٹمنٹ کے افسر جناب روان بخش کو جانتے ہو؟

کیوں کیا ہوا؟ خیریت۔۔

روان بخش سے روشی کا رشتہ کرانا چاہتا ہوں۔

یار عمران!۔۔۔مذاق مت کرو۔

مذاق نہیں کر رہا سوپر فیاض! پوچھ رہا ہوں۔

ہاں میں جانتا ہوں روان بخش صاحب کو اٹامک انرجی کے حساس ڈیپارٹمنٹ میں ہے۔

بہت اچھے اور فرض شناس افسر ہے۔

باقی معلومات تم خود کر لو،

ذاتی طور پر میں اسے نہیں جانتا۔

ٹھیک ہے بیوی کی جان، میں کر لونگا۔

کونسی بیوی عمران؟

ابے الو! تمھاری بیوی تم اپنے بیوی کے شوہر ہو نہ۔

دیکھو فیاض! میری بیوی کے سامنے یہ مت کہنا ورنہ میری عزت کا۔۔۔

اچھا اچھا نہیں کہوں گا فکر مت کرو۔

فیاض! تم الو کے الو ہی رہو گے۔

اچھا اب میں جا رہا ہوں کچھ کام ہے۔

کہاں جا رہے ہو؟ یہ تو بتاو؟

سلیمان! فیاض صاحب کو کھانا کھلائے بغیر جانے مت دینا۔

ہاتھوں میں چابیاں گھماتے ہوئے عمران! فلیٹ سے نکل گئے۔

عمران نے اپنی گاڑی اٹامک انرجی کے ادارے کے قریب کھڑی کی۔

اور پیدل چلتے ہوئے وہاں گیٹ پر موجود چوکیدار سے بات چیت کرنے لگے۔

اسلام علیکم چچا!

وعلیکم السلام! جی فرمایئے کس سے ملنا ہے؟

ملنا ولنا کسی سے نہیں بس ایک بات پوچھنی تھی۔

جی جی پوچھو برخوردار؟

چچا ایک بات تو بتایئے یہ جو آپکے دفتر کے روان بخش صاحب! ہے یہ کیسے انسان ہے؟

کیا مطلب کیسے انسان تھے؟

میرا مطلب ہے۔۔۔۔وہ یہ کہ۔۔۔

دیکھئے نہ چچا۔۔بیٹیاں اور بہنیں تو سب کی سانجھی ہوتی ہے نہ۔

روان بخش کا رشتہ میری چچازاد بہن عدالت کی لئے آیا ہے۔

اچھا اچھا! بس کیا بتاوں بیٹے؟

چوکیدار چچا نے لمبی آہ بھری۔۔

روان بخش کافی اچھے بندے ہے۔

بس ایک خرابی ہے صاحب میں؟

کیا خرابی ہے؟

کیا رشوت لیتے ہے؟

ارے نہیں۔۔۔بس کیسے بتاوں؟ زبان پے نہیں آ رہا۔

ارے چچا! آپ بولئے زبان پے آ ہی جائے گا۔

بات دراصل یہ ہے کہ۔۔۔روان بخش صاحب شوقین آدمی ہے۔

شاہی محلے اور رنڈیوں کے پاس جاتے ہیں۔

توبہ توبہ بڑی شرم کی بات ہے۔

اچھا اچھا۔۔۔میں سمجھا کوئی کرپٹ آدمی ہونگے۔

نہیں نہیں اصولوں کے تو پکے ہے صاحب۔

اچھا بہت شکریہ یہ لیجئے پانچ سو روپے چچا اسکی چائے پی لینا۔۔

میری طرف سے تحفہ ہے۔

شکریہ صاحب! چوکیدار نے عمران کو سیلوٹ مارا اور گیٹ بند کر دیا۔

آج موسم کافی خوشگوار تھا۔

ہلکی سی بوندا باندی کی وجہ سے ٹھنڈی یخ بستہ ہوائیں چل رہی تھی۔

موسم کی اس لطافت نے عمران کو مزید چست اور توانا بنا دیا اور وہ ڈاریکٹ فوڈ سٹریٹ چلے گئے۔

پہلوان چچا! دو سو روپے کے گرم گرم جلیبیاں تو دینا۔کرارے اور میٹھے ہے نہ؟

کیوں عمران میاں! کیا مہمان آئے ہیں؟

ارے نہیں پہلوان چچا بس شاہی محلے جا رہا ہوں۔

توبہ توبہ۔۔۔کتنی شرم کی بات ہے۔

جلیبیاں پیک کر کے عمران یہ جا وہ جا۔

اجی پہلوان! یہ برخوردار کون تھے؟

بس کیا بتاوں؟ میدے۔۔۔

یہ عمران صاحب! ہے سامنے کے بلڈنگ ہے نہ، وہاں رہتے ہیں۔

صابن کے کارخانے میں ملازم ہے۔

مجھے تو اس کے باورچی سلیمان نے بتایا تھا۔

آہا۔۔آہا کیسے اچھے اچھے لڑکوں کو ان کم بخت رنڈیوں نے پھنسا رکھا ہے۔

ان کو اللہ پوچھے۔۔

ارے شبو! کمبخت ماری دیکھو تو کون آیا ہے؟

شبو دوڑتے دوڑتے آئی ڈوپٹہ صیح کرتے ہوئے۔

کون آیا ہے مشتری بائی؟

ارے دیکھ تو۔۔۔اپنا فیکا آیا ہے فیکا مشتری بائی نے اسے شانوں سے پکڑ کر بٹھاتے ہوئے کہا۔

مشتری بائی! آج موسم خوش گوار تھا تو آپکے لئے گرم گرم کرارے پہلوان کی دوکان کی خاص سوغات جلیبیاں لایا ہوں۔

جگ جگ جیو۔۔۔صدا خوش رہو فیکے میاں۔

تمھاری یہی ادا تو مجھے پسند ہے۔

تم اور گاہکوں کیطرح مطلبی بالکل بھی نہیں ہو۔

بس ہم تو آپکے خادم ہے مشتری بائی۔

فیکے! بھولی کمرے میں ہے جاو وہاں۔

فیکا انگڑائی لیتے ہوئے بولا۔۔۔شبو ایک کپ چائے بھجوا دینا۔

شبو! شرماتے ہوئے باورچی خانے کی جانب دوڑی۔

مشتری بائی اپنے پان دان سے پان نکال کر کھانے لگی۔

آ گئے عاشق فیکے؟

نہیں ابھی رستے میں ہوں بھولی ڈارلنگ۔

یعنی تم مجھے عشق کا طعنہ دے رہی ہو؟

ایسی بات نہیں فیکے۔۔

تو پھر کیسی بات ہے بتاو نہ۔

وہ شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔۔

عِشق کرنا نہیں آسان بہت مشکل ہے
چھاتی پتھر کی ہے انکی جو وفا کرتے ہیں

اجی حضرت! تو ہم نے کب کہا تھا کہ عشق کرو؟
اور ویسے بھی اس بازار میں لوگ عشق کرنے نہیں آتے۔۔ بلکہ عیاشی کرنے آتے ہے فیکے۔
تو کیا سمجھے؟
کچھ نہیں سمجھا بھولی۔۔۔
تم گدھے ہو فیکے۔
سچی مچی کا یا جھوٹ موٹ کا۔
سچی! فیکے تم شکل سے ہی احمق اور بے وقوف لگتے ہو۔
بس ہم نے کبھی غرور نہیں کیا فیکا مستی میں بولا۔۔

شاعر نے فرمایا ہے۔۔۔

بارِ نتھ کا کیونکر اُس نازک بدن سے اُٹھ سکے
نیم کے تنکے سے ہو جاتی ہے جس کی ناک سُرخ

واہ واہ! مزہ آ گیا۔۔
یہ اچھی رہی۔۔ خود ہی شعر کہتے ہو۔
اور خود ہی واہ واہ بھی کرتے ہو؟
تو اور کیا کروں؟ بھولی جان!
آپ تو ٹھہری نازنین، مہہ جبین، شاہین، پروین، وغیرہ وغیرہ۔۔

بھولی ہنس ہنس کر بے حال ہوگئی۔

کیا کر رہے ہو فیکے؟

سنگار میز کا دراز دیکھ رہا ہوں۔

مگر تم نے اسے لاک کیوں کیا؟

کیونکہ میرا دل کر رہا تھا۔ جیب سے چابی نکال کر دراز کھولنے لگا۔

بھولی جان! جاؤ ایک کپ چائے تو لانا۔۔ کافی دیر ہوئی شبو نہیں لائی؟

اچھا جاتی ہوں۔۔۔ بھولی کمرے سے نکلتی ہے۔

فیکا سنگار میز کی دراز کھول رہا تھا جو مقفل تھا۔

اس نے دراز سے ریوالور اور موبائل نکالا۔

اور جیب میں ڈال لیا۔

اسی دوران بھولی چائے اور حلوہ لے کر آتی ہے۔

فیکے ناشستے کا حلوہ ہے۔

مشتری بائی نے آپکے لئے خاص بنوایا ہے۔

پتہ نہیں کیوں مشتری بائی تم سے بہت پیار کرتی ہے؟

حالانکہ اور گاہکوں کو تو وہ منہ بھی نہیں لگاتی۔

ارے پگلی! کیوں کہ وہ بڑی ہے۔

اور میں اس کا احترام کرتا ہوں دل سے۔

تم واقعی بہت بڑے آدمی ہو فیکے۔

ایک دم پارس۔۔۔

سچ کہہ رہی ہو؟

بھولی جان! یا تم مجھے بنا رہی ہو؟

بس بس اب چائے پیو۔

اب چائے پینے کے بعد یہ افسردہ شکل کیوں بنائی ہے؟ کیا کچھ ہوا ہے؟

بس کیا بتاؤں بھولی میری دنیا۔۔۔

لوگوں نے زندگی بھر جتنے بھی غم دیئے
ہم نے سارے چائے پی پی کر ہضم کیے □

آہاہاہاہا۔۔۔آہاہایاہا بھولی کھلکھلا کر قہقہے لگانی لگی۔
فیکے تم بہت ہی مزاحیے ہو۔۔۔
اب دانت کیوں نکال رہی ہو؟
سچ ہی تو کہا ہے۔
چائے تو تم نے پی لی فیکے اب تھوڑا آرام کرلو؟
سوجاو نہ۔۔
نہیں۔۔نہیں بھولی جان!
مگر کیوں فیکے؟
رات کا سویا اگر اگلے پورے دن تک سویا رہے تو اسے سویا نہیں مویا کہتے ہیں...
سمجھا کرو میری جان مجھے ذرا گلابو بائی کے کھوٹھے پے جانا ہے۔
کس لئے؟
کیا تمھیں میرا رقص پسند نہیں؟
نہیں نہیں ایسی بات نہیں بھولی۔
بس اس سے کچھ پوچھنا تھا۔
اچھا ٹھیک ہے چلے جاو مگر واپس ضرور آنا۔
اچھا ٹھیک ہے مگر کسی کو بتانا نہیں سمجھی؟
اچھا بابا نہیں بتاوں گی۔
شام کا وقت ہے فیکا بالا خانوں کی کھڑکیوں کیطرف تاکتا آہستہ سے جا ریا تھا۔
دروازے پر لالی دلال منہ میں پان اور چھالیے کی اچھل کود جاری ارے خوشامدید بابو جی!
آپکا ہر دم استقبال کرتے ہیں۔

گلابو بائی ٹھیک ہی کہتی ہے جب سے رسیلی رنڈی جلوہ افروز ہوئی ہے جھروکوں سے تو روزانہ کوئی نہ کوئی پروانہ آ ہی جاتا ہے۔

ہاں ہاں میں رسیلی بائی! سے ملنے آیا تھا۔:

کیا موجود ہے؟

جیب سے نوٹوں کی گڈی نکالتے ہوئے۔

ہاں ہاں بابو جی! جب گھر میں لکشمی آ رہی ہو۔تو بھلا کون بےوقوف روکتا ہے۔

اندر آو۔۔۔اندر آو۔

ارے گلابو بائی یہ دیکھئے کون آیا ہے؟

ہائے صدقے میں قربان۔۔۔فیکے میاں یہ تم ہو؟

آج ہمارے غریب خانے پے؟

ہاں گلابو بائی! رسیلی سے ملنے آیا تھا۔

ارے وہ تو اپنے سہیلی کیساتھ بازار گئی ہے۔

شام تک واپس آئی گی۔

تم کسی اور کو پسند کر لو۔

لالی جاو لڑکیوں کو بلاو۔۔

نہیں نہیں اسکی ضرورت نہیں میں تو بس ملنے آیا تھا۔آپ خاطر جمع رکھیں میں آتا جاتا رہوں گا۔

یہ کون ہے؟ کونے میں کھڑی لڑکی کیطرف اشارہ کرتے ہوئے؟

یہ چمکیلی ہے نئی آئی ہے۔

ابھی بہت چھوٹی ہے۔صرف اٹھارا سال کی ہے۔

کام کاج کرتی ہے باورچی خانے کا۔

اچھا اچھا فیکا کیس سے سیگرٹ نکال کر اسکا ایک کش لیتے ہوئے۔

واپسی پر فیکے نے چمکیلی کو اشارہ کیا۔

وہ جھٹ سے درختوں کی اوٹ میں کھڑی ہو گئی۔

کیا بات ہے بابو جی؟

بات یہ ہے چمکیلی کہ تم بہت معصوم اور اچھی ہو۔

دیکھو میں تمھارے لئے سرخ سرخ کانچ کی نازک چوڑیاں لایا ہوں۔

کس قدر حسین لگے گی ان گورے گورے ہاتھوں پے۔

ہائے اللہ کتنی حسین چوڑیاں ہیں۔

چمکیلی! تو بچوں کیطرح خوش ہونے لگی۔

جلدی سے پہن لوں؟

ہاں ہاں پہن لو۔تمھارے لئے روز کچھ نہ کچھ لاوں گا۔بس مجھ سے ایک وعدہ کرنا پڑے گا؟

کونسا وعدہ بابو جی؟

یہی کہ تم ان باتوں کے بارے میں کسی کو نہیں بتاوگی۔اور جو سوال میں پوچھو اسکا صحیح جواب دوگی۔

ٹھیک ہے چمکیلی راضی ہوگئی۔

اچھا یہ بتاو تمھارے اڈے پر ساری لڑکیاں روز کیا تیار ہوتی ہے؟

چمکیلی اسکا مطلب سمجھ گئی تھی۔

جی بابو جی سب تیار ہوتی ہے۔

مگر ایک نئی نک چڑی گوری چمڑی والی آئی ہے۔

وہ ہفتے میں ایک بار تیار ہوتی ہے۔اور وہ بھی ایک سیٹھ روان بخش کے لئے۔

اچھا کیا سیٹھ روان بخش بھی اس گوری سے ملنے آتا ہے؟

ہاں بابو جی! کبھی کبھی رات کے اندھیرے میں آتا ہے۔مگر بہت ہی کم، ورنہ یہ نئی رنڈی روز اسکے پاس جاتی ہے۔

اس گوری لڑکی کو کون یہاں لایا تھا؟

اس نک چڑی رنڈی کو حربی کمینہ لایا تھا۔

یہ حربی کون ہے؟

پتہ نہیں گلابو بائی کہتی ہے کہ یہ حربی گوری لڑکیاں باہر کے ملکوں سے پاکشیا سپلائی کرتا ہے۔

اچھا یہ بتاو اس گوری لڑکی کا نام کیا ہے؟

وہ تو کہتی ہے اسکا نام مورا ہے۔

مورا لیڈی فرام لنڈن۔

اچھا چمکیلی یہ لو پانچ سو روپے اسکے گول گپے کھا لینا۔تم واقعی پری ہو پری۔

چمکیلی پانچ سو لے کر ہنستی ہنستی باہر گلی میں نکل گئی۔

ہیلو ہیلو سپر فیاض کیسے ہو؟

میں تو ٹھیک ہوں تم سناؤ دوست۔

میں بھی اچھا ہوں بلکہ آج کل تو بہت ہی اچھا ہوں۔

کیا مطلب!

مطلب وطلب چھوڑو۔۔۔۔روان بخش کو ابھی فون لگاؤ۔۔

مگر کس لئے؟ کیا تمھارا دماغ چل گیا ہے؟

نہیں میرا دماغ نہیں چلا۔۔۔بلکہ اسی کی رفتار سے دوڑ رہا ہے۔

جلدی فون لگاؤ۔

فیاض نے برا سا منہ بنایا اور فون ملانے لگا۔

ہیلو میں فیاض! سپرنٹنڈنٹ سراغ رسانی ڈیپارٹمنٹ سے بات کر رہا ہوں۔

مسٹر روان بخش صاحب! سے بات ہو سکتی ہے؟

دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دیتی ہے۔

جی فیاض صاحب! آپ انتظار کریں میں آپکی کال ٹرانسفر کرتی ہوں۔

جی فرمایئے روان بخش! فرام اٹامک انرجی ڈیپارٹمنٹ آف پاکشیا از سپیکنگ۔

عمران! فیاض سے ریسور لیتا ہے۔

ہیلو روان بخش صاحب! امید ہے آپ ٹھیک ہوں گے۔

میں علی عمران! بات کر رہا ہوں۔

جو سوال میں پوچھوں اسکا ٹھیک جواب مجھے چاہیے۔

جی ضرور آپ پوچھئے محترم۔

روان بخش صاحب! کیا آپکے گھر میں کوئی ملاقات طے ہے اگلے ہفتے؟

نہیں تو جناب ایسی تو کوئی میٹنگ نہیں۔

میرے تو سارے معاملات آفس میں طے ہوتے ہیں۔

کیونکہ آپ تو اچھی طرح جانتے ہیں۔

کہ ہمارا ادارہ حساس اداروں میں سے ایک ہے۔

سوچ کر بتائیں کوئی ایسی بات جو معمولی ہو۔

یاد آیا دو دن پہلے میں اپنے گھر ایک حساس فائل سٹڈی کرنے لے گیا تھا۔

کیونکہ مجھے اس پر دستخط کرنے تھے۔

یہ ہمارا شوگران کیساتھ خفیہ معاہدے کی ایک حساس فائل ہے۔

اوہ اچھا! اب سمجھا۔

کیوں کیا ہوا عمران صاحب؟

ایک بات بایئے؟

کیا آپ اگلے ہفتے اپنے گھر میں گلابو بائی کے کھوٹھے والی گوری لڑکی نورا سے ملے گے؟

روان بخش اچانک فون پر کھانسنے لگے۔

ارے ارے پانی پیجئے جناب شرمائے مت۔

ہاں ہاں مس مورا میرے ساتھ تھوڑا وقت گزارنے آئی گی۔

بہتر یہی ہوگا روان بخش صاحب کہ آپ اپنی یہ عادت تبدیل کر لیں۔

مگر کیوں جناب؟

کیونکہ وہ لڑکی لندن کی نہیں ہے۔

بلکہ یہودیوں کے خطرناک تنظیم موساد کی انڈر کور ایجنٹ ہے۔

جو آپ سے پاکشیا کی یہی حساس فائل چرانے آئی ہے۔ اور وہ یہ کام سرانجام ضرور دے گی۔

بس آپ سے درخواست یہی ہے کہ ملاقات وہی کریں مگر حساس فائل کی جگہ نقلی فائل رکھ لیں اور وہ فائل چیئرمین کو سونپ دے کہ حفاظتی طویل میں سیف ہو جائے۔

جی بہتر عمران صاحب! مگر آپکو یہ سب کس نے بتایا؟

اس کی آپ فکر مت کریں مجھے یہ سب پیر تولی شاہ! کے جنات نے بتایا ہے۔

اور موکلوں نے مجھے خبر دی ہے۔

میں آپکا بہت شکر گزار ہوں عمران صاحب آپ نے میری عزت بھی بچالی اور پاکشیا کی حساس معلومات کو بھی۔

آپکا بہت شکریہ۔ ممنون۔۔

عمران فون کال کاٹ دیتا ہے۔

سپر فیاض! آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے عمران کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

بس کرو اب مجھے ایسے مت دیکھو۔

نظر لگ جائے گی مجھے۔

ایسے مجھے مت دیکھو۔کیا تم نے بھنگ پی رکھی ہے؟

نہیں نہیں میں بھنگ نہیں پیتا عمران۔

اچھی بات ہے مت پیو۔مگر میرے سامنے سے ہٹ جاو۔ مجھے ضروری کام سے جانا ہے۔

خدا تمھیں غارت کریں۔۔۔۔۔فیاض غصے سے بولا۔

ہائیں۔۔۔ہائیں! اس ماسی مصیبتے کی تو سنو۔ایک تو میں کیس حل کر رہا ہوں ایک اسکے نخرے تو دیکھو؟

کونسے نخرے؟ کیسے نخرے؟

ایسے نخرے۔۔۔ویسے نخرے۔۔۔جیسے نخرے۔۔ایسے کے تیسے نخرے۔۔

یار عمران مجھے بور مت کرو۔

تو کیا کروں؟ تمھارے سامنے ناچنے لگوں؟

ارے وہ تو بھولی طوائف تھی۔

حسین بڑی بڑی سبز آنکھوں والی۔۔۔بھرا بھرا نرم ملائم جسم کالے لمبے بال۔۔۔پتلی کمر۔۔۔۔ہائے ہائے۔۔

تو کیا تم نے ناچنے کا کام شروع کر دیا ہے اب؟

ہاں پیارے! کبھی کبھی ناچنا پڑتا ہے۔

کہاں!

مشتری بائی! کے کھوٹھے پر۔

یار عمران میں پاگل ہو جاوں گا؟

ارے ارے تو تم ٹھیک کب تھے؟ فیاض جانی۔

بکواس نہ کرو۔۔۔میرے ساتھ آفس چلو وہاں مجھے اس کیس پر رپورٹ بنانے دو۔

واہ پیارے اچھی رہی۔

کیس بھی میں حل کرو؟

تفصیلات بھی میں بتاوں۔

رپورٹ بھی میں تیار کرو۔

ثبوت بھی میں اکٹھے کرو۔

اور ڈیپارٹمنٹ میں نام اور واہ واہ تمھاری ہو؟

مجھے کیا ملے گا اس میں؟

تمھیں ملے گا ٹھینگا۔۔۔۔سمجھے ٹھینگا۔۔خالی ٹوٹوٹو۔۔

بہت بہت شکریہ! میں جارہا ہوں۔ مجھے ہرگز مت روکنا۔۔۔اوکے ٹاٹا۔۔۔بائے بائے۔۔۔ہپ!

عمران اپنی عادت کے مطابق وہاں سے چلا جاتا ہے۔

فیاض کو عمران کی انہی حرکتوں سے کوفت ہوتی تھی۔ وہ آسان لفظوں میں بتاتا نہیں تھا۔

فیاض دل ہی دل میں اسے کوستا رہتا تھا۔

فیاض کھڑکی سے عمران کو آواز دیتا ہے۔

کہاں جارہے ہو؟

حربی کے والد بزرگوار سے ملنے جار یا ہوں۔۔

عمران نے احمقوں کیطرح بوکھلا کر کہا!

اب یہ حربی کون ہے؟ فیاض سر پکڑ کے بیٹھ گیا۔

عمران تمھیں خدا پوچھے۔۔۔۔

آفس سے نکلتے ہی عمران اپنی ٹوسٹر سڑکوں پر دوڑانے لگا۔

وہاں ایک شاپنگ سنٹر کے سامنے گاڑی کھڑی کی اور مال کے اندر جانے لگا۔

ارے برخوادر عمران! آپ یہاں؟

جی جناب دوست سے ملنے آیا تھا۔

آپ غالبا اٹامک انرجی ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین ہے؟

جی بیٹا میں ہی ہوں سنایئے والد محترم کیسے ہے؟

ٹھیک ہے جناب۔

ویسے اب کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

کچھ خاص نہیں وہ بس گلابو بائی کے پاس جا رہا تھا۔

کیا کہا؟ کیا میرے کان ٹھیک سن رہے؟

توبہ توبہ۔۔۔اب تم شاہی محلے جاو گے۔

ہائے ہائے کیا زمانہ آ گیا ہے؟

عمران بیٹے تم کیوں اس عمر میں اپنے باپ کا نام خراب کر رہے ہو؟

رحمان صاحب کو اس عمر میں بدنام کر رہے ہو؟

بہت افسوس کی بات ہے۔

اب رحمان صاحب ڈائریکٹر جنرل آف سیکرٹ انٹیلی جنس ایجنسی کا بیٹا رنڈیوں کے پاس جائے گا؟

تو انکل اس میں کیا خرابی ہے؟

شرفا بھی تو رات کے اندھیرے میں ہیرہ منڈی جاتے ہیں۔مجرے سنتے ہیں۔کھانا کھاتے ہیں۔

روح افزا، جام شریں پیتے ہیں۔انجوائے کرتے ہیں۔

اور پھر اپنے گھروں کو واپس جاتے ہیں۔

لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔

اور ویسے اپکے ڈیپارٹمنٹ کے روان بخش بھی تو۔۔۔۔

اچانک عمران نے خود پے قابو رکھا۔

روان بخش بہت اچھے آدمی ہے۔

میں کل اس سے ملنے جاوں گا۔

ویسے برخوردار تم رحمان صاحب کی مرضی کے مطابق زندگی کیوں نہیں گزارتے؟

تو رحمان صاحب میری مرضی کے مطابق کیوں نہیں چلتے چچا جی؟

اچھا میں اجازت چاہوں گا۔خدا حافظ۔

شیخ صاحب یہ کون تھے؟

یہ ہمارے دوست رحمان صاحب کے بیٹے ہے۔

عمران نام ہے اس کا،لندن سے سائنس میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لے کر آیا ہے۔

کافی ذہین اور ہونہار لڑکا ہے۔

مگر رنڈیوں کے چکر میں پڑ گیا ہے۔

ہائے رحمان صاحب۔۔۔۔ہائے رحمان صاحب۔۔۔

ایک تو جہاں بھی جاتا ہوں۔

والد صاحب! کے دوست مل جاتے ہیں عمران دل ہی دل میں بڑبڑانے لگا۔

مجھے یہاں بلا کر کم بخت عمران نجانے کہاں رہ گیا؟

فیاض شہر کے فائیو سٹار ہوٹل میں انتظار کرتے کرتے تنگ آ گیا۔

سر کیا آپکو کسی سے ملنا ہے؟

جی جی بس ابھی آ جائے گے۔فیاض شرمندگی سے بولنے لگا۔

دور عمران کو سامنے دیکھ کر فیاض کی جان میں جان آئی۔

شکر خدا کا کہ تم آ گئے ورنہ میں تو جانے والا تھا۔۔

کیوں جانا، چاہتے ہو؟

کیا کیس پر رپورٹ تیار نہیں کرو گے؟

ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔فیاض خوشی سے کھل اٹھا۔

تو بات یہ ہے پیارے کہ کل مغرب کے بعد تم پولیس اہلکاروں کیساتھ میرے بتائے ہوئے جگہ پے آ جانا۔

ٹھیک ہے میں وقت پے پہنچ جاوں گا۔

کیا یاد کرو گے۔

میں کچھ بھی یاد نہیں کروں گا۔۔۔ بلکہ بہت کچھ یاد کروں گا۔

عمران تم الو ہو۔

جانتا ہوں۔۔۔الو ہمیشہ الو کو اپنے جیسا سمجھتا ہے۔

صدا کے الو۔۔۔اب جاو۔۔ورنہ ہوٹل والے ہمیں دھکے دے کر نکال دے گے۔

کاونٹر سے ایک حسین دبلی پتلی لڑکی آ کر عمران سے کہنے لگی۔

سر کیا آپ لوگ جا رہے ہے؟

نہیں میں آپ سے شادی کروں گا۔

دیکھ نہیں رہی بس جانے والے ہیں۔

وہ لڑکی کچھ شرمائی اور پھر بولی۔۔۔

میں اس سے شادی کروں گی جس کا کاروبار بہت اونچا ہو۔۔

مجھ سے شادی کرلو میں مینار پاکستان کے اوپر چھولے بیچتا ہوں۔

اور یہ میرا دوست طبلہ بجاتا ہے۔

لاحول ولاقوۃ۔۔۔۔عمران چلو نکلو۔۔۔

شکریہ میم! ہم جا رہے ہیں۔

یہ تم کہا جا رہے ہو؟

چلو تو۔۔۔بس دیکھتے جاو عمران نے لاپروائی سے جواب دیا۔

یہ تم مجھے کس گندے علاقے میں لائے ہو؟

کچھ میرے ریپوٹیشن کا خیال کرلیتے۔

بھاڑ میں جائے تمھاری ریپوٹیشن اور چولہے میں جائے تمھاری شرم۔

میں کہتا ہوں چلو۔۔

کیا کیس کی رپورٹ تیار نہیں کرنی؟

ہاں ہاں کیوں نہیں فیاض خوش ہو جاتا یہ سن کر۔

میرے دوست یہ طوائفوں کی رہائشگاہوں کے پیچھے چند گلیوں پر مشتمل علاقہ اصل ہیرامنڈی ہے

۔یہ تنگ گلیاں ہیں جہاں نیچے دکانیں ہیں اور اوپر کوٹھے۔

ہر کوٹھے کے فرنٹ پر ایک بالکونی ہے جنھیں 'جھروکے' کہا جاتا ہے، جن پر دن بھر چقیں پڑی رہتیں تھیں۔

یہاں میری بھولی جان سنگار کر کے کھڑی ہوتی ہے۔

فیاض شرم سے رومال سے منہ چھپائے ہوئے۔

لاحول ولاقوۃ۔۔۔

لالی کہتے ہیں کہ شام کے وقت بن سنور کر ان ہی جھروکوں میں طوائفیں کھڑے ہو کر اپنے گاہکوں کا انتظار کرتی تھیں۔

سیڑھیوں سے چڑھ کر گاہک اوپر جاتے تھے۔اندر سے یہ مکان کافی خوبصورت ہوا کرتے تھے۔

لیکن یہ وسیع وعریض نہیں تھے اور نہ ہی کبھی یہاں صحنوں اور باغوں میں طوائفوں نے مجرے کیے۔

مجرے ہمیشہ اندر کمروں میں ہی ہوتے تھے۔

کیاتم یہاں مجرے دیکھنے آتے ہو؟

یار فیاض زیادہ سوالات مت کرو۔بس میری سنتے جاو۔۔

لیکن لالی کہتے ہیں ضیاالحق کے دور میں یہاں لوگوں کے ساتھ بہت سختی کی گئی۔

حدود آرڈیننس کو استعمال کر کے ہیرامنڈی میں صدیوں سے رہنے والوں کو ہراساں کیا گیا یہاں تک،

کہ رفتہ رفتہ یہ لوگ اس علاقے کو چھوڑ گئے۔

ایک بوسیدہ عمارت کے اجڑے جھروکوں کی طرف اشارہ کر کے عمران نے کہا کہ جو حال ان جھروکوں کا ہے،

وہی اب یہاں بچی کچھی طوائفوں کا بھی ہے۔

عمران اور فیاض مشتری بائی کے کھوٹھے میں داخل ہوتے ہیں۔

زہے نصیب۔۔۔زہے نصیب آج تو دو دو رتن ساتھ آئے

ہیں۔لگتا ہے آج بڑا فعال دن ہے۔

شبوارےاوشبو بادام کا شربت تو بنا کے لاو۔۔

آداب عرض ہے مشتری بائی فیکا سلام کرتے ہوئے۔

آو فیکے آو یہ تمھارے ساتھ کون ہے؟

یہ اپنا جگر یار دوست ہے۔

اچھا اچھا پھر تو اپنا بندہ ہے۔بھولی بائی! موجود ہے؟

نہیں فیکے میاں! بھولی تو کسی اور کیساتھ باہر پارک میں گھومنے گئی ہے۔

آجائے گی۔۔۔آجائے گی۔

تم لوگ آرام سے بیٹھو۔۔

عمران نے ایک لمبی آہ بھری۔۔۔

انشاء جی یہ اور نگر ہے، اس بستی کی ریت یہی

سب کی اپنی اپنی آنکھیں، سب کا اپنا اپنا چاند

یہ کوئی شعر کہنے کا وقت ہے؟

فیاض نے سرگوشی کی۔

یہی تو وقت ہے پیارے۔۔۔۔

تم مشتری بائی سے باتیں کرو میں ابھی آتا ہوں۔

ہاں تو مشتری بائی آپکے پاس کتنی لڑکیاں ہے؟

اور آپ لوگ یہاں کب سے رہ رہے ہو؟

فیاض نے باتوں میں لگالیا۔۔۔

فیکے کو دیکھتے ہی چمکیلی دوڑتی ہوئی آئی۔

اور ادب سے سلام کرنے لگی۔

یہ دیکھو تمھارے لئے سوٹ لایا ہوں سوٹ۔

چمکیلی نے سوٹ لیتے ہوئے کہا۔۔

بابو جی! آج رات وہ کلموہی گوری نورا سیٹھ روان بخش کے گھر جائے گی۔

اور اس کے ساتھ اس کا سیکرٹری حربی بھی ہوگا۔

اچھا ٹھیک ہے اب تم جاو کوئی دیکھ نہ لیں۔

چمکیلی بھاگتے ہوئی گئی۔

چلو فیاض مارکیٹ چلتے ہیں۔

منڈی میں مال آگیا ہے۔

اچھا ہم اجازت چاہے گے مشتری بائی پھر آئے گے۔

مغرب کا وقت تھا۔سب لوگ گھروں کو واپس جارہے تھے۔ پرندے بھی گھونسلوں کو لوٹ چکے تھے۔

مارکیٹ کی دکانیں بند ہورہی تھی۔

روان بخش اپنے فلیٹ کی کھڑکی سے نیچھے دیکھ رہا تھا۔ کہ ایک لش پش نئی کار آکر رکی اور اس سے مس نورا اور اسکا دلال عرف سیکرٹری نکلا۔

وہ سمجھ گیا کہ پارٹی آرہی ہے۔

روان بخش بالکل عمران کے کہے مطابق کئے جارہا تھا۔۔وہ پہلے سے تیار تھا۔

ویلکم مس نورا ۔۔آیئے آیئے

روان بخش نے ہنستے ہوئے کہا۔

مجھے دیر تو نہیں ہوئی مسٹر روان بخش؟

ارے نہیں ڈارلنگ دیر کیسی؟

کیا میں ڈرنک نکال لو مس نورا شیشے کے گلاس میں مشروب ڈالنے لگی۔

مس نورا میں شراب نہیں پیتا۔

یہ تو میں اپنے لئے ڈال رہی ہوں نورا بتانے لگی۔

گلاس سے گھونٹ لینے کے بعد مدہوشی کی حالت میں ناچنے لگی۔

میں آپکے لئے اورنج جوس لاتی ہوں۔

سامنے فریج سے نکال لو۔۔۔

مس نورا خاموشی سے روان بخش کے ڈرنک میں بےھوشی کی دوا ملاتی ہے۔

جبکہ روان بخش باخبر ہوتا ہے۔

وہ گلاس لے کر مزے سے جوس پیتا ہے۔اس نے صوفے کے پیچھے دوسرا گلاس چھپایا ہوا ہوتا ہے۔

نورا ڈارلنگ! حربی کہا ہے؟

وہ نیچے کھڑا میرا انتظار کر رہا ہے۔

اوہ اچھا۔۔۔اھا۔۔۔ہا۔۔

اچانک فیکا ٹوسٹر سے اترتا ہے اور سیدھا حربی کی جانب بڑھتا ہے۔

ہیلو مسٹر غربی۔۔۔

غربی۔۔۔کون غربی؟

جناب میرے سامنے آپ غربی؟

وٹ نانسنس ایڈیٹ میرا نام حربی ہے۔

اچھا تو آپ ہے چربی۔۔۔

او سور کی چربی تمھاری میڈیم نورا، پورا، کورا، ڈورا کہاں ہے؟

بہت ہی بدتمیز انسان ہو آپ۔

میں تمیز سے پیش آ رہا ہوں ورنہ ورنہ۔۔۔

ورنہ کیا؟

یہ سنناتھا کہ حربی فوراا پنے جیب سے ریوالورنکالتا ہے۔

یہ تم نے ہماری زبان میں بات کی؟

کون ہوتم ؟

ارے وہ دیکھو بھولی بائی! سامنے مارکیٹ میں اپنافیکا کھڑا ہے۔

ارے ہاں مشتری بائی! آپ سچ کہتی ہے۔

ارے ہمارے فیکے کوکوئی بچائے۔۔

مشتری بائی دوڑتے ہوئی آئی۔

اورحربی کے سامنے کھڑی ہوگئی۔

اگرتونے اس کوگولی ماری تو مجھ سے زندہ نہیں بچ کے جاوگے۔

میں گلابو کے گھر سے تمھیں اورنوراکلموہی کونکلوادونگی یادرکھنا۔

حربی گولی چلاتا ہے۔

پہلے تم مجھے بتاوکون ہوتم ؟ حربی چیخنے لگا۔

یہ ایک تو رنڈی ہے مگرتم کون ہو؟

یہ رنڈی ہے۔

اور میں رنڈاہوں۔۔۔۔رنڈا۔

فیکے نے جواب دیا۔

حربی فوراگولی مارتا ہے۔

فیکافورامشتری بائی کودھکادیتا ہے۔

وہ گولی سے بچ جاتی ہے۔

بھولی بائی چیخ رہی ہوتی ہے۔

اچانک فیکاتیزی سے حربی کووہ لات مارتا ہے۔

کہ وہ زمین پرگرجاتا ہے۔

حربی فیکے کے سینے پروارکرتا ہے۔

فیکا حربی کو گردن سے پکڑ لیتا ہے۔اور اسکے دونوں ہاتھوں کو الٹے سائیڈ پے باندھ دیتا ہے۔

چمیکلی خوشی سے تالیاں بجا رہی تھی۔

تم تو چپ کرو چمکیلی۔۔۔مشتری بائی نے غصے سے کہا۔

حربی کھڑا ہوا مگر اسکے ہاتھ باندھے ہوئے تھے۔

کون ہو تم؟

میں ہوں فیکا۔۔۔عرف

علی عمران ایم۔ایس۔سی، پی ایچ۔ڈی فرام لندن بنفس نفیس خود۔۔

بھولی بائی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے اس احمق جوان کو دیکھ رہی تھی۔

کیوں مشتری بائی۔۔۔؟

عمران جلدی اوپر جاتا ہے۔

جیسے ہی کمرے میں داخل ہوتا ہے روان بخش بیڈ پے بے ہوش پڑا ہوتا ہے۔

مس نورا کیا چیک کر رہی ہو الماری میں؟

مم۔۔۔۔مم۔۔۔میں تو کچھ نہیں۔

کچھ نہیں۔۔۔

یہ فائل ڈھونڈھ رہی ہو نہ؟

عمران ہاتھ میں فائل لہراتے ہوئے۔

اچانک نورا نے پرس سے اپنا ریوالور نکالا اور اس پر تان لیا۔

خبردار یہاں سے نہ ہلنا ورنہ گولی ماردونگی۔۔

یہ فائل مجھے دو۔۔

کیوں دوں؟

کیا تم میری رشتہ دار ہو؟

مس نورا فرام اسرائیل۔۔۔

یعنی تم نمونے مجھے اچھی طرح جانتے ہو؟

میں نمونہ ہوں۔۔۔یا چمونہ ہوں۔۔

اس سے تمھیں کیا مطلب؟

یہ بتاؤ تم پاکشیا کیوں آئی ہو؟

تمھاری جرات کیسے ہوئی اس پاک سرزمین پر قدم رکھنے کی؟

میں یہاں مشن مکمل کرنے آئی تھی۔

مگر میں نہیں جانتی کی تم لوگ ان بدنام جگھوں پر بھی نظر رکھتے ہو۔

ارے میڈیم ہم تو ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

کس دھوکے میں ہو۔

جیسے ہی نورا ایک قدم آگے بڑھتی ہے۔

پیچھے سے روان بخش اسکو کمر پے زور کی لات رسید کرتا ہے اور اسکے ہاتھ سے ریوالور گر جاتا ہے۔

اندر آیئے سب۔

اچانک کمرے میں اہلکار اور کیپٹن فیاض داخل ہوتے ہیں۔

ہوں! فیاض ہتھکڑیاں لائے ہو؟ عمران نے کہا۔

تم غریب مسلمان۔۔۔

کیڑے مکوڑے لوگ۔۔۔مس نورا چیخی۔۔۔

فیاض ہتھکڑیاں۔۔۔۔!

یہ ہتھکڑیاں مس نورا کو لگا دو۔

جلدی کرو فیاض۔۔۔یہ میرا آرڈر ہے۔

میں تمھیں حکم دیتا ہوں۔۔۔

میرا تعلق براہ راست ہوم ڈیپارٹمنٹ سے ہے۔

ڈائریکٹر جنرل کے علاوہ سی بی آئی کا ہر آفیسر میرے ماتحت ہے۔۔۔

میں کہتا ہوں جلدی کرو۔۔

وہاں موجود سارے پولیس والے فوراً فیکے کو سیلوٹ مارتے ہیں۔

فیاض کے چہرے پر سچ مچ کی ہوائیاں اڑنے لگتی ہے۔عمران کے پاس کارڈ دیکھ کر۔

اس نے فوراً مس نورا کو گرفتار کیا۔

لے جاؤاس کو۔۔

پولیس والے اسے لے جاتے ہیں۔

آپکے تعاون کا بہت شکریہ مسٹر روان بخش! عمران نے انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

فیاض تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا اس کا کیس پھر سے حل ہو چکا تھا۔

آج وہ رپورٹ تیار کرے گا۔

اور پھر فیاض کی واہ واہ اور نام ہوگا۔

مگر اس بار پھر عمران کا نہ نام ہوگا رپورٹ میں نہ ذکر۔۔

باہر مشتری بائی اور بھولی بائی فخر سے فیکے کا انتظار کر رہی تھی۔

ارے فیکے تو۔۔۔تو بڑا سجن آدمی نکلا۔۔۔

مشتری بائی! عمران کی بلائیں لینے لگی۔

مشتری بائی! میں کسی بھی عورت کی عزت اسکی خواہش یا اپنے ظرف سے نہیں کرتا،

صرف اللہ کے حکم سے کرتا ہوں۔

میرے نزدیک ہر عورت عزت کے لائق ہے، بیشک اس کا کردار جیسا بھی ہو اس کے کردار کا جواب اللہ تعالٰی کو خود اس نے دینا ہے۔

اور آپ تو عمر میں مجھ سے بڑی ہے۔

میں آپکا احترام کرتا ہوں۔

چمکیلی زور سے بولی فیکے۔۔۔۔

فیکا نہیں آپ سب کا خادم۔۔

علی عمران ایم۔ایس۔سی، پی۔ایچ۔ڈی فرام لندن۔

اور سب ایک ساتھ زور سے قہقہے لگانے لگے۔

ختم شد۔